Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Enforcement of Hudood on a Muslim within Dar ul Harb: A comparative Study of the Four School of Thought

دار الحرب کے اندر مسلم شخص پر حدود کا نفاذ: مذاہب اربعہ کا تقابلی جائزہ

Zia Ul Haq
PhD Scholar in Islamic Studies at Shaheed BB University Sheringal Dir Upper
ziamashkili@gmail.com
Dr. Aminullah
Assistant Professor & HOD Islamic Studies at Shaheed BBU University Sheringal Dir Upper
amin@sbbu.edu.pk

Abstract
The term Dar Ul Harb is a juristic and interpretive concept in islamic law. In term of classical fiqh terminology, it refers to a non-Muslim territory where non-Muslims hold political dominance, their laws prevail, and Muslims do not enjoy security; rather, they live in a state of fear and insecurity. Additionally, such a territory is characterized by the absence of any formal treaty, truce, or peace agreement with a Muslim state. A significant legal question arises in this cotext: if a Muslim commits an offense in Dar Ul Harb that necessitates the applicatiion of a prescribed hadd punishment under islamic law, should the hadd be enforced in that territory or not? The jurists of the four Sunni schools (Msdhahib e Arba,a) have expressed divergent views on this issue. This study aims to present a comparative study of the different juristic opinions of aaimma arbha.

Keywords: Dar ul Harb, Hudood, Comparative, Different, Punishment, Juristic, Opinions.

تمہید

فقہی اعتبار سے بنیادی طور پر ریاست کی تین اقسام ہیں (دار الاسلام، دار العہد، دار الحرب) اور بعض فقہی احکامات ہر ایک دار (ریاست) کے دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں،[i] کیوں اختلافِ دار بعض احکام پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ علّامہ کاسانیؒ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں؛

"وامّام بیان الأ حکام الّتی تختلف باختلاف الدّارین "۔[ii]

ترجمہ: اور بہر حال ان احکام کا بیان جو دار کے مختلف ہونے سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اسی بنیاد پر دار الحرب کے بھی بعض مخصوص احکامات ہیں، اور اُن احکامات میں سے ایک دار الحرب کے اندر مسلمان پر حدود کے نفاذ کا مسئلہ ہے ،اس سلسلہ میں فقہاء اربعہ کے درمیاں اختلاف بھی پایا جاتا ہے لہذا اس مضمون میں اسی اختلاف کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اور اس مضمون کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لئے دار الحرب اور حدود سے واقفیت بھی ضروری ہے، اس لئے ہم ترتیب سے پہلے دار الحرب پھر حدود کی وضاحت کریں گے اور اس کے بعد دار الحرب کے اندر مسلم شخص پر حدود کے نفاذ سے متعلق مذاہب اربعہ کا تقابلی جائزہ پیش کریں گے۔

دار الحرب

یہ مرکّب اضافی ہے، دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، ایک ہے دار اور دوسرا ہے الحرب، دار کے لغوی معنی کی بات کی جائے تو دار عربی زباں کا لفظ ہے ، باب نصر ینصر سے ہے، اس کے معنیٰ آتے ہیں، گھومنا، چکر لگانا، احاطہ کرنا۔[iii] گھر، مکان اور رہنے کی جگہ کو بھی لغت میں دار کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں بھی رہنے والے گھومتے اور چکر لگاتے ہیں اور گھر ان کا احاطہ بھی کرتا ہے۔ اسی طرح شہر، زمانہ، سال اور قبیلہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔[iv] اور اس کی جمع دُوَر، دِیار و اَدوُرَۃٌ آتی ہے۔ اور المعجم الوسیط والے نے درجہ ذیل الفاظ میں دار کی تعریف نقل کی ہے:

"ألدار : المحل يجمع البناء و الساحة ،والمنزل المسكون والبلد والقبيلة و دار الإسلام بلاد المسلمين و دار السلام الجنة ، و في التنزيل العزيز " لهم دار السلام " و بغداد و دار الحرب بلاد العدو ".[v]

ترجمہ: دار اس جگہ کو کہا جاتا ہے جو عمارت اور میدان پر مشتمل ہو اور اسی طرح رہنے کی جگہ، شہر اور قبیلہ کو بھی دار کہا جاتا ہے، اور دار الإسلام سے مراد مسلمانوں کا شہر ہوتا ہے اور دار السلام جنت کو کہتے ہیں، اور قرآن میں ہے "ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے" اور دار الحرب سے دشمن کا علاقہ مراد ہوتا ہے۔

الحرب کے لغوی معنی ہیں، لڑائی جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے؛" وقعت بينهم حرب "ان کے درمیاں لڑائی واقع ہوئی۔ یہ مؤنث لفظ ہے لیکن کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی تصغیر حُرَیبٌ اور جمع حُرُوبٌ آتی ہے، رَجُلٌ حَرِبٌ بہادر جنگجو کو کہا جاتا ہے، اس طرح دار الحرب مشرکین کے ملک اور وہاں کے رہنے والوں کو حربیّون کہا جاتا ہے۔[vi] لیکن دار کا لفظ جب مضاف ہو کر اسلام، کفر، حرب وغیرہ کی طرف منسوب ہو تو اس وقت دار سے مراد علاقہ، ریاست لیتے ہیں نہ کہ گھر مکان وغیرہ۔

دار الحرب کا اصطلاحی مفہوم

دار الحرب کے اگر اصطلاحی تعریف کی بات کی جائے تو اس سلسلہ میں فقہاء نے مختلف الفاظ میں اس کی تعریفات نقل کی ہیں، ان سب کا خلاصہ دو الگ الگ مفہوم کی شکل میں سامنے آتا ہے، ایک وہ مفہوم جسے قدیم اور اکثر فقہاء کرام نے نقل کیا ہے:

"وہ غیر مسلم ریاست جس میں تسلط اور غلبہ انہی کو حاصل ہو اور انہی کے احکام کا نفاذ ہو، مسلمانوں کا کوئی معاہدہ اور صلح وغیرہ اس ریاست کے ساتھ نہ ہو، مسلمان وہاں خوف و ہراس کے عالم میں ہوں، انہیں وہاں تحفظ حاصل نہ ہو" اور اسی مفہوم کو اختلاف الدارین و آثارہ فی احکام الشریعۃ الاسلامیہ کے مصنف نے بھی نقل کیا ہے؛

" و هذا ما صرح به الفقهاء فقالوا : ان دار الحرب هي الدار التي يتسلط عليها الكفار و تغلب فيها احكامهم و يخاف فيها المسلمون من الكفار "[vii]

ترجمہ: اور یہ وہ مفہوم ہے کہ فقہاء نے اس کی صراحت کرتے ہوئے کہا ہے، بیشک دار الحرب وہ علاقہ ہے کہ اس پر کفار کو تسلط حاصل ہو اور ان کے احکام کا وہاں پر غلبہ ہو اور مسلمان وہاں کفار سے خوف کی حالت میں ہوں۔

اور دار الحرب کا ایک دوسرا مفہوم جسے اکثر دور حاضر کے فقہاء جیسے کہ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، ڈاکٹر ابوزہرہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے وہ یہ کہ دار الحرب اس غیر مسلم ریاست کو کہیں گے جس نے باقاعدہ مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہو، جیسا کہ معجم لغۃ الفقہاء میں اس کو ذیل کے الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

" دار الحرب : (Enemy territory) أراضي الدولة الكافرة التي أعلنت الحرب علي المسلمين ".[viii]

ترجمہ: دار الحرب وہ کافروں کا علاقہ ہے جس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہو۔

حدود کی لغوی واصطلاحی تعریف

یہ حد کی جمع ہے اور حد لغوی معنی کے اعتبار سے روکنا اور دو چیزوں کے درمیاں ایسی روک کو کہتے ہیں جو ان کو ملنے سے روک دے جیسا کہ امام راغب اصفہانی اس کی وضاحت میں نقل کرتے ہیں؛

" الحد : الحاجز بین الشیئن الذی یمنع اختلاط احدھما بالآخر "۔[ix]

اور حد کی اصطلاحی تعریف کے متعلق فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ میں ہے:

"الحد : فی الشریعۃ ھو العقوبۃ المقدّرۃ حقاً للہ تعالیٰ "۔[x] ترجمہ: حد اس معین سزا کا نام ہے جو اللہ نے اپنا حق قرار دے کر مقرر کی ہو۔ تو گویا کہ حد شریعت میں ایسی سزاؤں کو کہا جاتا ہے جو مقرر اور خاص ہیں اور ان میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی جیسا کہ حد زنا، حد سرقہ وغیرہ۔ اور امام راغب اصفہانی ان کو حدود کہنے کی وجہ بیاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛"ان سزاؤں کو بھی حد اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اس کے ارتکاب کرنے والے کو دوبارہ ایسا کرنے سے روکتی ہیں اور دوسروں کو بھی اس کے راستہ پر چلنے سے بازرکھتی ہیں"۔

دار الحرب کے اندر حدود کے نفاذ کے بارے میں ائمہ اربعہ کے آراء

دار الحرب کے اندر اگر کوئی مسلم شخص ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی وجہ سے حد لازم آتی ہو تو کیا دار الحرب کے اندر اس پر حد جاری ہو گا یا نہیں، اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیاں اختلاف پایا جاتا ہے؛

" اختلف الفقہاء فی اقامۃ الحد علیٰ من زنیٰ من المسلمین او سرق او قذف مسلماً او شرب خمراً فی دار االحرب "۔[xi]

ترجمہ: مسلمانوں میں سے کوئی اگر دار الحرب میں زنا کرے یا چوری کرے یا مسلمان پر تہمت لگائے یا شراب پیئے تو اس پر حد جاری کرنے کے متعلق فقہاء کے درمیاں اختلاف ہے۔

اور اسی اختلاف کو دلائل کے ساتھ بیاں کرنا اور فقہاء کے ان دلائل کا تقابلی جائزہ کرنا ہی ہمارے اس مضمون کا بنیادی ستون ہے، اور اس کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

احناف کی رائے

اس سلسلہ میں امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں باقاعدہ ایک باب "باب الحدود فی دار الحرب "باندھا ہے اور اس کے شروع ہی میں فرماتے ہیں؛

" أن المسلم اذا ارتکب شیئاً من الأسباب المؤجبة للعقوبة في دار الحرب ، فانه لایکون به مستوجباً للعقوبة لانعدام المستوفي فانہ لم یکن تحت ولایۃ الامام حین باشر ذٰلک ".[xii]

ترجمہ: مسلمان جب دار الحرب کے اندر کسی ایسی جرم کا مرتکب ہو جائے جو سزا (حد) کو لازم کرنے والی ہو تو اس کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق نہیں ہو گا سزا کو نافذ کرنے والے مجاز کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے، پس بیشک وہ امام کے ماتحت نہیں تھا جس وقت اس نے اس فعل کا ارتکاب کیا تھا۔ آگے اس کی مزید تفصیل بیاں کرتے ہوئے امام محمدؒ فرماتے ہیں، اگر وہ اس جرم کا ارتکاب لشکر میں کرتا ہے تو لشکر کے قائد کو بھی اختیار نہیں ہے کہ اس پر حد جاری کرے، ہاں اگر امام خود شریکِ قتال ہو تو اس کے لئے حد جاری کرنا جائز ہے جیسا کہ وہ دار الاسلام میں حد جاری کرتا ہے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

" ان المسلم اذا زنا فی دار الحرب ، او سرق ، او شرب الخمر ، او قذف مسلماً لایؤخذ بشیئٍ من ذٰلک ، لان الامام لایقدر علیٰ اقامۃ الحدود فی دار الحرب ، لعدم الولایۃ ، ولو فعل شیئا من ذلک ثم رجع الی دار الاسلام لایقام علیہ الحد ایضا "[xiii]

ترجمہ: مسلمان دار الحرب میں جب زنا کرے یا چوری کرے یا کسی مسلمان پر تہمت لگایے تو اس کی وجہ سے اسے کچھ بھی نہیں کہا جائے گا، کیوں امام دار الحرب کے اندر حدود کے نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے دائرہ اختیار نہ ہونے کی وجہ سے، اور اگر دار الحرب میں ایسا فعل کرنے کے بعد دار الاسلام کی طرف لوٹ کر آئے تو بھی اس پر حد جاری نہیں کیا جائے گا۔

احناف کے دلائل

احناف کا بنیادی استدلال اس بات سے ہے کہ شرعی طور پر حدود کا نفاذ اسلامی ریاست میں ہوتا ہے اور ان حدود کا نفاذ بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، اس لئے فقہاء احناف کے ہاں اس بات کی صراحت ہے کہ حد جاری کرنے کے لئے امام (ریاست کا ذمہ دار) یا اس کے نائب کا ہونا ضروری ہے، یہ کوئی معمولی سزا نہیں ہے کہ ہر کوئی اٹھ کر اسے نافذ کردے، اور دارالحرب جو ہے وہ امام کے دائرہ اختیار (Jurisdiction) میں نہیں آتا، لہذا امام کے دائرہ اختیار میں نہ ہونے کی وجہ سے امام وہاں کے مجرم پر حد جاری نہیں کرسکتا اور امام کے علاوہ کو حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

و رکنہ اقامۃ الامام او نائبہ فی الاقامۃ ۔

ترجمہ: اور اس (حد کے نفاذ) کا رکن یہ ہے کہ اسے امام (ریاست کا حاکم) یا اس کا نائب (جسے وہ مقرر کرے جیسے جج قاضی وغیرہ) قائم کرے۔

و اما شرائط جواز اقامتها فمنها مایعم الحدود کلها ، و منها ما یخص البعض دون البعض ، اما الذی یعم الحدود کلها فهو الامامة : و هو ان یکون المقیم للحد هو الامام او من ولّاه الامام وهذا عندنا ۔[xiv]

ترجمہ: اور حد کے قائم کرنے کے جواز کے شرائط، بعض وہ ہیں جو تمام حدود کے لئے ہیں اور بعض وہ ہیں جو سب کے لئے نہیں بلکہ بعض حدود کے واسطے ہیں، اور بہر حال وہ شرائط جو تمام حدود کے قیام کے لئے ہیں پس وہ امامت ہے، اور وہ یہ کہ حد قائم کرنے والا امام (ریاست کا ذمہ دار) ہو یا وہ شخص ہو جسے امام نے یہ سپرد کیا ہو اور یہ ہمارے نزدیک ہے۔

روایات اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اسی طرح بعض روایات اور آثار صحابہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دار الحرب میں حد جاری نہیں ہوگی، اگرچہ وہ روایات صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں، اور وہ درجہ ذیل ہیں۔

حضرت زین بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:" لاتقام الحدود فی دار الحرب مخافة ان یلحق اهلها بالعدو "۔[xv]

ترجمہ: دارالحرب کے اندر اس خوف سے حد کو جاری نہیں کیا جائے گا کہ کہیں وہ شخص دشمن کے ساتھ نہ مل جائے۔

زیلعی نے نصب الرایۃ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اسے ضعیف کہا ہے؛الحدیث الخامس : " قال علیه السلام لاتقام الحدود فی دار الحرب" قلت ، غریبٌ ۔[xvi]

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے عمّال کے نام یہ اثر بھی احناف کا مستدل ہے جو کہ مختلف الفاظ کے ساتھ کئی کتب حدیث میں منقول ہے اور وہ یہ ہے؛" ألایجلدنّ امیرالجیش ولا سریة احداً حتیٰ یخرج الی الدرب قافلاً ، لئلایلحقه حمیّة الشیطان فیلتحق بالکفار " ۔[xvii]

ترجمہ: یہ کوئی بھی امیر لشکر یا امیر دستہ کسی ایک کو کوڑے نہ مارے یہاں تک کہ وہ قافلہ محفوظ مقام کی طرف نہ آجائے، اس خوف سے کہ کہیں اس پر شیطان کی حمیت غالب آکر کفار سے نہ مل جائے۔

اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بھی غیر مسلم کی سرزمین میں مسلمانوں پر حد جاری کرنے سے منع کرتے تھے کہ کہیں اس پر حمیت کا غلبہ ہو کر کفار سے نہ جا ملے، اس اثر کو بھی علامہ سرخسیؒ نے السیر الکبیر میں شرح کے اندر نقل کیا ہے۔

آپ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے اور یہ بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی، اور اسے احناف کے مستدلات میں الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں نقل کیا گیا ہے؛

" من زنا او سرق فی دار الحرب و اصاب بها حداً ثم هرب فخرج الینا فانه لایقام علیه الحد "۔ [xviii]

ترجمہ: جس نے دار الحرب میں زنا کیا یا چوری کی اور حد کو پہنچا پھر وہ بھاگ گیا اور ہمارے پاس آگیا تو اس پر حد جاری نہیں کیا جائے گا۔

احناف کے مسلک کا خلاصہ

ان درجہ بالا دلائل کی روشنی میں احناف یہ کہتے ہیں کہ اگر دار الحرب کے اندر کوئی مسلمان کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس کی وجہ سے حد لازم آتی ہے، تو دار الحرب کے اندر اس پر حد کا اجراء ہوگا کیوں وہ ریاست کے ذمہ دار امام (حاکم) کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا، اس لئے عدم ولایۃ کی وجہ سے دار الحرب کے اندر امام اس پر حد جاری نہیں کر سکتا، اور امام کے علاوہ کو حد جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے، اسی طرح کسی دستہ یا لشکر کا امیر بھی حد قائم نہیں کر سکتا کیوں اسکو جنگی ذمہ داری سونپی گئی ہے نہ کہ حد کے قیام کی، ہاں اگر امام یعنی حاکم وقت اگر خود لشکر کے ساتھ ہو تو جیسا کہ دار لاسلام میں وہ حد کا اجراء کر سکتا ہے تو وہاں بھی کر سکتا ہے اور اس پر قدرت بھی حاصل ہے۔ اسی طرح اگر دارالحرب میں جرم کے بعد وہ جب واپس دار الاسلام لوٹ آئے تو احناف کے ہاں تب بھی اس پر حد جاری نہیں ہوگا کیوں کہ جس وقت اس نے جرم کا ارتکاب کیا تھا اُس وقت عدم ولایۃ امام کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق نہیں تھا تو اب بھی نہیں ہوگا۔

حنابلہ

حنابلہ کے ہاں دار الحرب کے اندر تو حد کا نفاذ نہیں ہوگا لیکن دار الحرب سے لوٹنے کے بعد اس پر حد کا اجراء ہوگا، المغنی لابن قدامہ جو کہ فقہ حنبلی کی مستند اور مصادر کتب میں سے ہے، اس میں مذکور ہے:

"ولایقام الحد علیٰ مسلم فی ارض العدو، وجملتہ ان من اتیٰ حداً من الغزاۃ، او ما یوجب قصاصاً، فی ارض الحرب، لم یقم علیہ حتی یقفل، فیقام علیہ حدہ ۔"[xix]

ترجمہ: اور دشمن کی سرزمین میں مسلمان پر حد جاری نہیں کیا جائے گا، تفصیل یہ کہ جو شخص مجاہدین میں سے حد کو پہنچے یا ایسا جرم کرے جو قصاص کو واجب کرنے والی ہو دشمن کی سرزمین میں تو اس پر حد جاری نہیں ہوگا یہاں تک وہ لوٹ آئے پھر اس حد جاری کیا جائے گا۔

اسی طرح "الکافی فی فقہ الامام احمد" میں بھی یہ مسئلہ ایسے ہی مذکور ہے:

"ولیس للامام ان یقیم حداً فی ارض الحرب ، ولایستوفی قصاصاً،[xx] لما روی عن بسر بن ارطاۃ ، انہ اتی برجل فی الغزاۃ ، قد سرق بختیۃ، فقال : لولا انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول : لاتقطع الایدی فی الغزو لقطعتک ".[xxi]

ترجمہ: اور امام کے لئے جائز نہیں کہ دشمن کی سرزمین میں حد جاری کرے یا قصاص نافذ کرے، اس وجہ سے کہ بسر بن ارطاۃ سے مروی ہے کہ ان پاس ایک غزوہ (جنگ) میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے اونٹنی چوری کی تھی، تو انہوں نے کہا: "اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ غزوہ (جنگ) میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے تو میں تمہارا ہاتھ کاٹ دیتا"۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے بھی نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ بعض اہل علم کا عمل بھی اس پر ہے کہ ان کے ہاں دشمن کی موجودگی میں دشمن کی سرزمین میں حد جاری نہیں کیا جائے اس خوف سے کہ کہیں وہ شخص دشمن سے نہ جا ملے، لہذا جب امام دار الحرب سے نکل کر دار لاسلام پہنچے تو پھر اس شخص پر حد جاری کیا جائے گا۔[xxii]

حنابلہ کے دلائل

حنابلہ کے دلائل کی بات کی جائے ایک تو وہ روایات اور آثار ہیں جن کو احناف نے بھی اپنا متدل بنایا ہے، جن میں دشمن کی سرزمین میں حد کے جاری کرنے کی ممانعت ہے اور ان کا ذکر احناف کے متدلات میں کر چکے ہیں اور انہی میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جس کو ہم اوپر حنابلہ کے مسلک کے تحت حوالہ کے ساتھ نقل کر چکے ہیں یعنی" لاتقطع الایدی فی الغزو "یعنی حد تو واجب ہے کیوں کہ وہ اللہ ورسول کا حکم ہے لیکن رہی بات اس میں تاخیر کی کہ دار الحرب میں حد جاری نہیں ہوگا بلکہ واپس لوٹنے کے بعد ہوگا، اس تاخیر کی وجہ حنابلہ بھی وہی بیاں کرتے ہیں جو بعض آثار صحابہ سے منقول ہے کہ دار الحرب میں حد کے جاری کرنے سے یہ خدشہ ہے کہ کہیں وہ شخص حمیتِ شیطان کے غلبہ کی وجہ سے کفار یعنی

دشمنوں سے نہ جاملے، اس وجہ سے دار الحرب سے واپسی پر اس پر حد کا اجراء ہو گا، اور وہ اس تاخیر کو قیاس بھی کرتے ہیں ان بعض صورتوں پر جن میں اتفاقی طور حد کے قیام میں تاخیر کی جاتی ہے جیسا کہ مریض پر حد میں تندرست ہونے تک حد کو مؤخر کیا جاتا ہے، لہٰذا اِس خدشہ کے پیشِ نظر یہاں بھی حد ساقط نہیں ہو گا بلکہ صرف دار لاسلام واپسی تک مؤخر کیا جائے گا کیوں کہ کسی روایت یا آثار سے سقوطِ حد پر کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے۔ گویا کہ حنابلہ کے ہاں ایک عارض کی وجہ سے تاخیر ہو گی جیسے ہی وہ عارض ختم ہو تو حد کا قیام ہو گا، جیسا کہ مرض کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، اسی اثر کو نقل کرنے کے بعد ابن قدامہ حنبلی مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

"ولانالانأمن ان يحمله الخوف من الحد ، فيلتحق بالكفار ، فيجب تأخيره ـ فاذا قفل و خرج من دار الحرب اقيم عليه حد ما فعل فى دار الحرب ، لانه واجب لوجود سببه ، تاخر لعارضٍ زال بقفوله ، فتجب اقامته ، كما لو اخر لمرضٍ "ـ[xxiii]

ترجمہ: اور اس وجہ سے کہ ہم اس خطرہ سے محفوظ نہیں ہیں کہ حد کا خوف اسے کہیں کفار سے مل جانے پر نہ ابھارے، پس اس حد کو مؤخر کرنا واجب ہو گا، پس جب وہ لوٹ آئے اور دارالحرب سے نکل جائے تو اس پر حد جاری کیا جائے گا اس عمل کی وجہ سے جو اس نے دار الحرب کے اندر انجام دیا ہے، کیوں کہ وہ حد واجب ہے سبب کے وجود کی وجہ سے صرف ایک عارض کی وجہ سے تاخیر ہے لیکن اس کے دار الحرب سے لوٹ آنے کی وجہ سے وہ عارض ختم ہو گئی لہٰذا اس حد کا قیام اب واجب ہو گا جیسا کہ مرض کی وجہ سے حد مؤخر ہو جاتا ہے۔

اوپر ذکر کردہ دلائل کے علاوہ بھی ابن قدامہ نے المغنی میں آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے جیسا کہ روم کی سرزمین میں حضرت حذیفہ کے ولید بن عقبہ پر حد شربِ خمر جاری کرنے سے منع کرنا، اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص کا قادسیہ کے دن ابو محجن پر حد جاری کرنے کے بجائے قید کرنا بھی ایک واضح دلیل ہے کہ دارالحرب کے اندر حد جاری نہ ہو گا، انہی تمام دلائل کی بنیاد پر ہی ابن قدامہ نے اسے اجماع صحابہ سے بھی تعبیر کیا ہے۔[xxiv]

شوافع اور مالکیہ کا مذہب

دار الحرب کے اندر حدود کے نفاذ سے متعلق شوافع اور مالکیہ کا کہنا ہے کہ دار الحرب کے اندر بھی حد کا جاری کرنا حاکم وقت یعنی امام کی ذمہ داری ہے، دوسرے احکام کی طرح اس حکم میں بھی دار الحرب اور دار الاسلام دونوں برابر ہیں یعنی جس طرح دار الاسلام میں حد نافذ کیا جاتا ہے اسی طرح دار الحرب میں بھی حد کا نفاذ ہو گا، جس طرح دوسرے احکام دارالاسلام اور دار الحرب میں ایک جیسا حکم رکھتے ہیں کہ جو دار الاسلام میں حلال ہے وہ دار الحرب میں بھی حلال اور جو دار الاسلام میں حرام ہے وہ دار الحرب میں بھی حرام اسی طرح حدود بھی بغیر کسی جغرافیائی قید ہر جگہ ایک جیسا ہی رہے گا۔

فقال المالكيه و الشافعيه : يجب على الامام اقامة الحد عليه ، لان اقامة الحدود فرض كالصلاة ، والصوم ، والزكاة ، ولاتسقط دارالحرب شيئا من ذلک ، اذا قتل مسلم مسلما فى دار الحرب يستوفى منه القصاص ، ويكون الحكم كما لو كانوا فى دار الاسلام ـ[xxv]

ترجمہ: پس مالکیہ اور شوافع نے کہا ہے: امام پر واجب ہے کہ اس پر حد قائم کرے کیوں کہ حدود کا قیام فرض ہے جیسے کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ فرض ہے، اور دار الحرب اس میں کچھ بھی ساقط نہیں کریگا، جب دار الحرب میں کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا، اور یہ حکم ایسے ہی ہو گا جیسا کہ وہ دار الاسلام میں ہوتے۔

قال الشافعى : لافرق بين دار الحرب و دارالاسلام فيما اوجب الله علىٰ خلقه من الحدود ـ [xxvi]

ترجمہ: امام شافعیؒ نے فرمایا: دار الحرب اور دار الاسلام میں کوئی فرق نہیں اس حدود کے بارے میں جو اللہ نے اپنی مخلوق پر لازم کیا ہے۔

امام مالکؒ بھی المدوّنۃ الکبریٰ میں اقامۃ الحدود فی ارض الحرب کے تحت فرماتے ہیں؛

"قلت :ارایت امیر الجیش اذا دخل ارض الحرب ، فسرق بعضہم من بعض فی دار الحرب او شربوا الخمور او زنوا ،ایقیم علیہم امیرہم الحدودفی قول مالک ؟قال : قال لی مالک : یقیم علیہم الحدود – فی ارض الحرب – امیر الجیش و ھو اقویٰ لہ علیٰ الحق ، کما تقام الحدود فی ارض الإسلام "۔[xxvii]

ترجمہ: میں نے کہا: بتایئے لشکر کا امیر جب دار الحرب میں داخل ہو اور وہاں بعض مسلمان ایک دوسرے کا مال چوری کریں یا شراب پیئیں یا زنا کریں، کیاان کا وہ ان پر حد جاری کرے گامالک کی رائے میں؟ امام مالک نے کہاان پر حد نافذ کرے گا ان کا امیر دار الحرب میں اور وہ زیادہ قادر ہے حق کو قائم کرنے پر، جیسا کہ دار الإسلام میں حدود قائم کی جاتی ہیں۔

شوافع اور مالکیہ کے دلائل

جہاں تک ان کے دلائل کا ذکر ہے تو امام شافعیؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب "الام" میں اس حکم اور دلائل کی وضاحت کرتے ہوئے پہلے امام ابو حنیفہؒ کے مسلک اور دلائل کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اپنے قول اور دلائل کا ذکر کرتے ہیں جس میں امام صاحب کے دلائل کا رد بھی کیا گیا ہے؛

"یقیم امیر الجیش الحدود حیث کان من الأرض اذا ولّی ذلک فان لم یول فعلیٰ الشہود الذین یشہدون علی الحد ان یاتوا بالمشہود علیہ الیٰ الامام والیٰ ذلک ببلاد الحرب او ببلاد الإسلام ولا فرق بین دار الحرب و دار الإسلام فیما اوجب اللہ علیٰ خلقہ من الحدود لان اللہ تعالیٰ یقول (والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما) (الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ) و سن رسول اللہ ﷺ علیٰ الزانی الثیب الرجم و حد اللہ القاذف ثمانین جلدۃ لم یستثن من کان فی بلاد الإسلام و لا فی بلاد الکفر و لم یضع عن اھلہ شیئا من فرائضہ ولم یبح لہم شیئا مما حرم علیہم ببلاد الکفر ما قلنا فھو موافق للتنزیل و السنۃ وھو مما یعقلہ المسلمون و یجتمعون علیہ ان الحلال فی دار الإسلام حلال فی بلاد الکفر والحرام فی بلاد الإسلام حرام فی بلاد الکفر فمن اصاب حراماً فقد حدہ اللہ علیٰ ما شاء منہ و لاتضع عنہ بلاد الکفر شیئا او ان یقول قائل ان الحدود بالامصار والیٰ عمال الامصار فمن أصاب حدا بادیۃ من بلاد الإسلام فالحد ساقط عنہ و ھذا مما لم اعلم مسلماً یقولہ ومن أصاب حدا فی المصر ولا والی للمصر یوم یصیب الحد کان للوالی الذی یلی بعدما أصاب ان یقیم الحد فکذلک عامل الجیش ان ولّی الحد اقامہ و ان لم یول الحد فاول من یلیہ یقیمہ علیہ وکذلک ھو فی الحکم و القطع ببلاد الحرب و غیر القطع سواء فاما قولہ یلحق بالمشرکین فان لحق بہم فھو اشقیٰ لہ ومن ترک الحد خوف ان یلحق المحدود ببلاد المشرکین ترکہ فی سواحل المسلمین ومسالحہم التی اتّصلت ببلاد الحرب مثل طرسوس والحرب وما اشبھھما وما روی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منکر غیر ثابت وھو یعیب ان یحتج بحدیث غیر ثابت ویقول حدثنا شیخ امن ھذا الشیخ ؟ یقول مکحول عن زید بن ثابت ۔[xxviii]

ترجمہ: اگر حدود کا نفاذ لشکر کے امیر کے سپرد ہوا ہو تو وہ حد قائم کریگا چاہے جس زمین پر ہو، اور اگر اس کے حوالہ نہیں کیا گیا ہے تو گواہوں پر لازم ہے کہ اس مجرم کو امام (حاکم) کے پاس لے جائیں چاہے یہ معامہ دار الحرب میں ہو یا دارالاسلام میں، اور دار الحرب اور دارالاسلام میں کوئی فرق نہیں ہے اُن حدود کے متعلق جنہیں اللہ نے اپنی مخلوق پر لازم کیا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو) (زنا کرنی والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو) اور رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانی کے لیے رجم کا حکم دیا اور تہمت لگانے والوں کے لئے اسّی کوڑوں کی حد مقرر کی، اس میں کوئی استثناء نہیں کیا کہ کوئی دارالاسلام میں ہے یا دارالکفر میں، اسی طرح اللہ نے اپنے بندوں پر جو فرائض مقرر کیئے ہیں ان میں کسی بھی جگہ کمی نہیں کی اور دارالکفر میں کسی حرام چیز کی اجازت نہیں دی، جو کچھ ہم نے کہا وہ قرآن و سنت کے مطابق ہے اور وہی ہے جس سے عاقل مسلمان سمجھتے ہیں اور اس پر سب جمع ہیں، کہ جو کچھ دار الاسلام میں حلال ہے وہ دارالکفر میں بھی حلال ہے اور جو دارالاسلام میں حرام ہے وہ دار الکفر میں بھی حرام ہے لہذا جو حرام کام کرے گا تو اس پر اللہ کی مقرر کردہ حد نافذ ہو گی اور دار الکفر ہونے کی وجہ سے اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہو گی، اور کوئی یہ کہے کہ حدود تو صرف شہروں اور حکام کے ذریعہ قائم ہوتی ہیں تو اگر کوئی شخص دیہات میں جرم کرے تو کیا اس پر حد قائم نہیں ہو گی، اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے، اگر کوئی شخص جرم کرے اور شہر میں اس جرم کے ارتکاب کے وقت حاکم نہ ہو تو بعد میں آنے والا حاکم اس پر سزا قائم کریگا، اسی طرح اگر لشکر کے امیر کو اختیار دیا گیا ہو سزا دینے کا تو وہ حد نافذ کریگا اگر اس کے سپرد نہیں ہوا تو بعد والا حاکم نافذ کریگا، اسی طرح ہو گا فیصلہ کرنے اور ہاتھ کاٹنے میں، اس میں دار الحرب اور غیر دار الحرب برابر ہیں، باقی یہ کہنا کہ وہ مشرکوں کے ساتھ جاکر مل جائے گا تو ایسا کرنا اس کے لئے زیادہ بد بختی ہے، اور اگر اس خطرہ کے پیشِ نظر حد کو چھوڑ دیا جائے تو دار الحرب سے متصل سرحدات میں بھی حدود کو ترک کرنا پڑے گا، اور حضرت عمر سے جو منقول ہے وہ منکر

(غیر قابل قبول) اور غیر ثابت ہے امام شافعیؒ معیوب سمجھتے ہیں کہ غیر ثابت شدہ روایت سے دلیل لی جائے، اور راوی کہتا ہے کہ شیخ نے بیان کیا ۔۔۔ یہ شیخ کون ہے؟ پھر کہتا ہے؛ مکحول نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ بھی امام شافعیؒ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

"ولاتسقط دارالحرب عنہم فرضاً کما لاتسقط عنہم صوماً ولا صلاۃ ولا زکوٰۃ فالحدود فرض علیہم و اذا اصاب الرجل حدا وھو محاصر للعدو اقیم علیہ الحد ولایمنعنا الخوف علیہ من اللحوق بالمشرکین ان نقیم حد اللہ تعالیٰ ولو فعلنا توقیا ان یغضب ما اقمنا علیہ الحد ابداً لانہ یمکنہ من ایّ موضعٍ ان یلحق بدار الحرب فیعطل عنہ حکم اللہ جل ثناءہ ثم حکم رسول اللہ ﷺ قد اقام رسول اللہ ﷺ الحد بالمدینہ والشرک قریب منہا وفیہا شرک کثیر موادعون و ضرب الشارب بحنین والشرک قریب منہ "۔[xxix]

ترجمہ: اور دارالحرب ان سے فرض کو ختم نہیں کریگا جیسا کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو ختم نہیں کرتا، پس حدود فرض ہیں اور جب کوئی شخص حد والے جرم کا ارتکاب کرے اور اس نے دشمن کا محاصرہ کیا ہوا ہو تو اس پر حد نافذ کیا جائے گا، اور یہ خطرہ کہ وہ مشرکین سے جا ملے گا، ہمیں اللہ کے حد قائم کرنے سے نہیں روکے گا، اور اگر ایسا کیا تو ہم کبھی بھی اس پر حد قائم نہیں کر پائیں گے کیوں کہ کسی بھی جگہ سے دار الحرب کے ساتھ جا کر ملنا اس کے لئے ممکن ہے، اس طرح اللہ ورسول کا حکم معطل ہو کر رہ جائے گا، بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں حد نافذ کیا ہے حالاں کہ شرک قریب تھا اور وہاں بہت مشرکین تھے، اور حنین میں حد شرب خمر جاری کیا حالاں کہ شرک اس کے قریب تھا۔

امام مالکؒ بھی اس کی علت بیاں کرتے ہوئے کہ دار الحرب میں حدود کو قائم کیا جائے گا، فرماتے ہیں؛

" قال مالک فی الجیش اذا کانوا فی ارض الحرب : انہ یقام علیٰ السارق الحد ، فکذلک ھٰولاء الذین دخلوا بامانٍ، ولان مالکا لایلتفت الیٰ اختلاف الدارین ، وھٰولاء المسلمون مقرّون باحکام المسلمین لیسوا بمنزلۃ المشرکین الذین لایقرون باحکام المسلمین "۔

ترجمہ: امام مالک نے کہا اس لشکر کے متعلق جو دار الحرب میں ہو، بیشک چور پر حد نافذ کیا جائے گا، پس اسی طرح یہ لوگ جو پناہ لیکر داخل ہوئے ہیں، اور اس وجہ سے کہ امام مالک دارین کے اختلاف کی طرف توجہ نہیں دیتے، اور یہ مسلمان تو مسلمانوں کے احکام کے اقرار کرنے والے ہیں یہ مشرکوں کی طرح مسلمانوں کے احکام کے انکاری تو نہیں ہیں۔

شوافع اور مالکیہ کے مذہب کا خلاصہ تحقیقی نکات کی صورت میں

- حدود کے قائم کرنے میں دارالحرب اور دارالاسلام کے در میں کوئی فرق نہیں ہے۔
- حدود کا قیام حاکم کی ذمہ داری ہے اگر وہ اس پر قدرت رکھتا ہو تو ہر جگہ یکساں طور پر اس کو قائم کرے گا، دار الحرب اس کے قیام میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔
- احکام اسلام کسی سرزمین کے تابع نہیں ہیں بلکہ مکلف یعنی مسلمان کے تابع ہیں، جیسا کہ نماز، روزہ، زکوٰہ حلال، حرام وغیرہ ہر جگہ فرض ہیں اسی حدود بھی فرائض میں سے ہیں، یہ بھی ہر جگہ فرض رہیں گے۔
- قرآن میں حدود کے نفاذ سے متعلق احکامات میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ عام حکم بیاں ہوا ہے۔
- اور دشمن کے ساتھ مل جانے کا خوف تو ہر جگہ برقرار ہے کہ کہیں بھی حد کو قائم کریں تو ممکن ہے کہ بھاگ کر دشمن سے جا ملے، اس طرح کہیں بھی اس کا نفاذ ممکن نہیں ہو گا، اور حکمِ خدا معطل ہو کر رہ جائے گا۔
- حضرت عمر کی طرف منسوب قول کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں، اس لئے استدلال درست نہیں ہے۔

ائمہ اربعہ کے اقوال اور دلائل تقابلی جائزہ

ائمہ اربعہ کے اقوال کے تقابلی جائزہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دار الحرب میں کسی مسلمان پر حد کے نفاذ سے متعلق احناف اور حنابلہ میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ دار الحرب میں اس مسلمان پر حد کا قیام نہیں ہو گا، کیوں کہ حدود کا قیام کوئی آسان کام نہیں ہے اور ان کا قایم کرنا ریاست اور حاکم

کی ذمہ داری ہے، اور دارالحرب میں ریاست اور حاکم کو مکمل ولایت (اختیار) حاصل نہیں ہوتا اور ایسی صورت میں حدود کے نفاذ سے انار کی، فساد اور محدود علیہ کے دشمن کے ساتھ ملنے کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں، لہٰذا دار الحرب کے اندر تو مجرم پر حد کو جاری نہیں کیا جائے گا نہ احناف کے ہاں اور نہ ہی حنابلہ کے نزدیک۔ اور یہ دور حاضر کے ریاستی نظام سے زیادہ ہم آہنگ بھی ہے کہ موجودہ ریاستی نظام میں بھی کسی ریاست کو دوسری ریاست کے اندر اس طرح کے سزاؤں اور کاروائیوں کی اجازت قانوناً نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ دارالحرب بھی ایک الگ ریاست ہے جو کہ مسلم ریاست کے زیرِ اثر نہیں ہے۔

البتہ احناف اور حنابلہ میں اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا اس شخص پر دارالحرب سے واپس دارالاسلام لوٹنے کے بعد بھی حد کا نفاذ ہو گا کہ نہیں، احناف کی رائے یہ ہے کہ بعد میں بھی اس پر حد کو جاری نہیں کیا جائے گا کیوں کہ جس وقت اس نے جرم کیا تھا اُس وقت وہ جرم اصلاعدم ولایت امام کی وجہ سے سزا کو لازم کرنے والی نہیں تھی لہٰذا اب وہ دار الاسلام آنے کے بعد حد کے نفاذ کا سبب نہیں بن سکتا، جیسا کہ ایک شخص کفر کی حالت میں زنا کرتا ہے اور بعد میں مسلمان ہوتا ہے تو اس سابقہ زنا کی وجہ سے کسی کے بھی نزدیک اس پر حد نافذ نہیں ہو گا۔ اگرچہ احناف کی یہ بات عقل کے تقاضہ کے مطابق ہے لیکن حدود سے متعلق شریعت کے نصوص کے عموم کے بظاہر خلاف معلوم ہوتا ہے اور اسی طرح اُن آثار صحابہ کے بھی موافق نہیں ہے جو دار الحرب سے لوٹنے کے بعد حد کے نفاذ پر دلالت کرتی ہیں۔

اس سلسلہ میں حنابلہ کی رائے کہ دار الاسلام لوٹنے کے بعد حد کا نفاذ ہو گا، یہ سب سے زیادہ متوازن، معتدل اور دور حاضر کے لحاظ سے قابل تطبیق موقف معلوم ہوتا ہے، اس میں فقہی لچک (Flexibility) قیاسی مطابقت کہ جیسے دوسرے عوارض کی وجہ سے حدود میں تاخیر نصوص سے ثابت ہے، اور بعض آثار بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ اس طرح یہ موقف نصوص اور مصلحت دونوں کے ساتھ زیادہ مطابقت اور معاصر زمانے میں قابل تطبیق ماڈل ہونے کی وجہ سے باقی آراء کے مقابلہ میں بہتر معلوم ہوتا ہے۔

جہاں تک شوافع اور مالکیہ کا موقف کہ دار الحرب میں ہی حدود کا نفاذ ہو گا، حدیث (لا تقطع الایدی فی الغزو) بعض آثار اور معاصر زمانے کے ریاستی مربوط نظام سے عدم مطابقت کی وجہ سے باقی آراء کے بنسبت بظاہر کمزور اور شرعی احکام کے غیر لچکدار ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیوں کہ امام شافعیؒ کا اس کو نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ پر قیاس بھی درست اس لئے نہیں ہے کہ وہ انفرادی عمل ہیں، ان کی ادائیگی میں کوئی دقت نہیں ہوتی جہاں کہیں ہوں، لیکن حدود کا قیام تو انفرادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ریاستی عمل اور ذمہ داری ہے جس کا نفاذ دار الحرب کے اندر دوسرے مسائل کا سبب بھی بن سکتا ہے، لہٰذا ان مصالح کی وجہ سے وقتی طور پر حدود کے قیام کو مؤخر کرنا زیادہ قرینِ قیاس ہے جیسا کہ مرض کی وجہ سے تاخیر کی جاتی ہے، جبکہ اس تاخیر کو تائید حدیث اور آثار سے بھی حاصل ہو، اور حدود کے سلسلہ نصوص کے عموم سے بھی استدلال اس وجہ سے درست نہیں کہ عموم میں تخصیص کی گنجائش ہوتی ہے، اور اس تخصیص کی طرف حدیث اور آثار میں بھی اشارہ ملتا ہے، صرف ایک اثر کے ضعیف ہونے سے فرق نہیں پڑتا جبکہ وہی اثر بعض کے نزدیک ثابت بھی ہے اور اس کی تائید میں حدیث اور دوسرے بھی آثار ملتے ہیں۔

خلاصہ

دارالحرب کے اندر اگر کوئی مسلم شخص ایسا جرم کرے جس کی وجہ سے حد لازم آتی ہو، تو اس پر حد نافذ ہو گا یا نہیں، اس میں فقہاء کے درمیاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

- احناف کے ہاں ایسے شخص پر نہ دار الحرب میں حد کا نفاذ ہو گا اور نہ ہی دارالاسلام واپس لوٹنے کے بعد اس پر حد کا نفاذ ہو گا۔
- حنابلہ کے ہاں دار الحرب میں تو اس پر حد جاری نہیں کیا جائے گا لیکن دار الاسلام لوٹنے کے بعد اس پر حد جاری کیا جائے گا۔

- شوافع اور مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر حاکم قدرت رکھتا ہو تو دارالحرب کے اندر ہی اس پر حد جاری ہو گا، خطرہ کے پیشِ نظر حد کے نفاذ میں تاخیر نہیں کی جائے گی۔

مصادر و مراجع:

i https://ur.wikipedia.org/s/gtzc

ii علاء الدین، ابو بکر بن مسعود الکاسانی۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ مطبعۃ الجمالیہ، مصر۔ 1328ھ۔ کتاب السیر، فصل فی بیان معنیٰ الدارین دارالاسلام و دارالکفر۔ ج7ص130۔

iii بلیاوی، ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ۔ مصباح اللغات۔ 199ء۔ مکتبہ قدّوسیہ اردو بازار، لاہور۔ ص249،248۔

iv راغب اصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد۔ المفردات فی غریب القرآن۔ 1412ھ۔ دار القلم، دار الشامیۃ۔ دمشق بیروت۔ ص321۔

v مجموعۃ من المؤلفین۔ المعجم الوسیط۔ مجمع اللغۃ العربیۃ، قاہرۃ۔ 1392ھ۔ ص302،303۔

vi لویس معلوف۔ المنجد عربی اردو۔ خزینہ علم و ادب۔ اردو بازار، لاہور۔ ص145۔

vii الاحمدی، عبد العزیز بن مبروک۔ اختلاف الدارین و آثارہ فی احکام الشریعۃ الاسلامیۃ۔ عمادۃ البحث العلمی جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ، سعودیہ عربیہ۔ 1424ھ۔ ج1 ص248۔

viii محمد رواس قلعجی، محمد صادق قنیبی۔ معجم لغۃ الفقہاء۔ دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع۔ 1480ھ۔ ص205۔

ix المفردات فی غریب القرآن۔ ص221۔[

x ابو الحسن برہان الدین، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی۔ الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ کتاب الحدود۔ ج2ص 339۔

xi مجموعۃ من المؤلفین، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، کویت۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۔ دار السلاسل، الکویت۔ 1427ھ۔ ج20ص209۔

xii شمس الائمہ، ابو بکر محمد بن احمد السرخسی۔ شرح کتاب السیر الکبیر۔ دار الکتب العملیہ، بیروت، لبنان۔ 1417ھ۔ ج5ص108۔

xiii بدائع الصنائع۔ کتاب السیر، فصل فی بیان الاحکام التی تختلف باختلاف الدارین۔ ج7ص131۔

xiv بدائع الصنائع۔ کتاب الحدود، فصل فی بیان جواز اقامۃ الحدود۔ ج7ص53۔

xv البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی۔ السنن الکبریٰ۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ 1424ھ۔ باب من زعم لا تقام الحدود فی ارض الارض حتی یرجع۔ ج9ص 178۔

xvi زیلعی، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد۔ مؤسسۃ الریان للطباعۃ والنشر۔ بیروت، لبنان۔ 1418ھ۔ کتاب الحدود، باب الوطء الذی یوجب الحد۔ ج3ص 343۔

xvii شرح کتاب السیر الکبیر۔ باب الحدود فی دار الحرب۔ ج5ص109۔

xviii ایضاً

xix ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد۔ المغنی لابن قدامہ۔ مکتبۃ القاہرۃ۔ 1388ھ۔ کتاب الجہاد، مسئلۃ لا یقام الحد علیٰ مسلم فی ارض العدو۔ ج9ص308۔

xx ابن قدامہ الماعیلی، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ الجماعیلی۔ الکافی فی فقہ الامام احمد۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ 1414ھ۔ کتاب الجہاد، باب مایلزم الامام ومالا یجوز لہ۔ ج4ص133۔

xxi امام ابو دوٗد، سلیمان بن اشعث الازدي السجستاني. سنن ابي داوٗد. دار الرسالہ العالیہ. ۱۴۳۰ھ۔ کتاب الحدود، باب الرجل یسرق فی الغزو ایقطع ؟۔ ج6ص458۔

[xxii] امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان۔ 1996ء۔ ابواب الحدود عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء لا تقطع الایدی فی الغزو۔ ج3 ص120۔

[xxiii] الکافی فی فقہ الامام احمد۔ کتاب الجہاد، باب مایلزم الامام ومالا یجوز لہ۔ ج4 ص133۔

[xxiv] المغنی لابن قدامہ۔ کتاب الجہاد، مسئلۃ لا یقام الحد علیٰ مسلم فی ارض العدو۔ ج9 ص309۔

[xxv] الموسوعۃ الففقیہ الکویتیہ۔ اقامۃ الحد علیٰ المسلم فی دار الحرب۔ ج20 ص209۔

[xxvi] البیھقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی، ابو بکر۔ معرفۃ السنن والآثار۔ دار قتیبہ، دمشق، بیروت۔ 1412ھ۔ کتاب السیر، اقامۃ الحدود فی ارض الحرب۔ ج13 ص272۔

[xxvii] امام مالک، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی۔ المدونۃ الکبریٰ۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ 1415ھ۔ کتاب السرقہ، اقامۃ الحدود فی ارض الحرب۔ ج4 ص546۔

[xxviii] امام شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس۔ الام۔ دار الفکر، بیروت، لبنان۔ 1403ھ۔ اقامۃ الحدود فی دار الحرب۔ ج7 ص374۔

[xxix] الام۔ کتاب مسائل فی الجہاد والجزیہ، الاساریٰ والغلول۔ ج4 ص262۔